مولانا ابوریحان سیالکوٹی

مقالۂ خصوصی

الفئتہ الباغیہ

حدیث قتل عمارؓ کی روشنی میں

(قسط ۲)

قاتل عمارؓ کی یہ تینوں نشانیاں بھی حضرت عثمانؓ کے قاتل و باغی اور مفسد سبائی ٹولے میں ہی علی وجہ الاتم پائی جاتی ہیں۔ حضرت معاویہؓ اور ان کے ساتھیوں میں ان میں سے کوئی ایک نشانی بھی نہیں پائی جاتی۔ حضرت معاویہؓ اور ان کے صحابہؓ ساتھی تو ہیں ہی صحابہؓ۔ انکو شریر، بد بخت اور بد کردار تو کوئی شریر و بد بخت اور بد کردار ہی کہہ سکتا ہے۔ کوئی شریف، نیک بخت اور نیک چلن انسان ایسی خباثت کی جرات نہیں کر سکتا۔ باقی رہے غیر صحابہ اصحاب صفین؟ تو اہل سنت میں سے انکے بھی شریر و بد بخت اور بد کردار ہونیکا کوئی قائل نہیں۔ ہاں سبائی مفسدوں کو یہ سب کچھ کہا اور مانا گیا ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو امام نووی رحمہ اللہ انکا تعارف یوں کرواتے ہیں۔

"واماعثمان رضی اللہ عنہ فخلافتہ صحیحۃ بالاجماع وقتل مظلوماً وقتلتہ فسقۃ...(۱)ولم یشارک فی قتلہ احدمن الصحابۃ وانماقتلہ همج(۲)ورعاع(۳)من غوغاء القبائل(۴)وسفالۃ الاطراف(۵)والارذال (۶)تحزبواوقصدوہ من مصر..فحصروہ حتیٰ قتلوہ۔رضی اللہ عنہ"

(حضرت عثمانؓ کی خلافت بالا جماع صحیح ہے، آپ ناحق قتل کئے گئے۔ آپ کے قاتل، فاسق ہیں------ آپ کے قتل میں صحابہؓ میں سے کوئی ایک بھی شریک نہیں ہوا۔ اس کے سوا کچھ نہیں کہ آپ کو آوارہ مزاجوں، کمینے لوگوں، قبائلی اوباشوں، ادھر ادھر کے خسیسوں اور رذیلوں نے قتل کیا تھا جو دھڑابندی کر کے مصر سے آپ پر چڑھ دوڑے تھے۔ جنھوں نے محاصرہ کر کے آپ کو قتل کر دیا تھا۔ اللہ آپ سے راضی ہو۔)

(نووی شرح مسلم ص ۲۷۲ ج ۲) جبکہ اس کے مقابلہ میں حضرت معاویہؓ سے متعلق یہی امام نووی لکھتے ہیں کہ

"واما معاویہؓ فھومن العدول الفضلاء والصحابۃ النجباء"(ایضاً)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے حضرت عثمانؓ کے بارے میں کسی بزرگ کا قول نقل کیا ہے کہ

"ھو امیرالبدرۃ وقتیل الفجرۃ۔"

(کہ وہ نیکوں کے تو امیر تھے اور فاجروں کے قتیل) یعنی نیکوں نے تو انکو اپنا امام و خلیفہ بنایا اور مانا تھا۔

فاجروں نے انکو قتل کر دیا۔ اس سے دو باتیں معلوم ہوئیں۔

ا۔ اصحابِ جمل و صفین اور حضرت علیؓ کے اصحابِ مخلصین کا نیک ہونا۔ کیوں کہ ان سب نے حضرت عثمانؓ کو اپنا خلیفہ بنایا اور مانا تھا۔ تبھی تو اول الذکر اپنا حقِ قصاص مانگ رہے تھے اور ثانی الذکران کا یہ حق مان رہے تھے۔

ب۔ حضرت عثمان کے قاتلوں کا فاجر یعنی گنہگار اور بد کردار و بد اطوار ہونا اور ادھر حضرت عمارؓ کے قاتل گروہ کو بھی لسان نبوت سے اشقیاء و اشرار اور فجار کہا گیا ہے جس کے بعد اس میں ایک رائی کے دانے کے برابر بھی کوئی شک باقی نہیں رہ جاتا کہ آنحضرت ﷺ کی ارشاد فرمودہ یہ آخری تینوں نشانیاں بھی سبائی ٹولے میں ہی پائی جاتی ہیں نہ کہ حضرت معاویہؓ اور ان کے ساتھیوں میں۔

قاتلِ عمارؓ کی یہ سات نشانیاں ہیں جو کسی اور نے نہیں بلکہ خود آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمائی ہیں۔ اور ارشاد بھی اسی حدیث میں فرمائی ہے۔ جس کے حوالہ سے حضرت معاویہؓ کو قاتلِ عمارؓ اور پھر باغی بنایا جاتا ہے۔ ان نشانیوں کی روشنی میں حضرت عمارؓ کا قاتل وہ گروہ بنتا ہے جو

۱۔ غیر صحابی ہو۔ ۲۔ باغی ہو۔ ۳۔ داعی الی النار ہو۔ ۴۔ فی النار ہو۔ ۵۔ بد بخت ہو۔ ۶۔ شریر ہو۔ ۷۔ ناہنجار ہو۔

اور قارئین ملاحظہ کر چکے ہیں کہ یہ سب نشانیاں بعینہ سبائی مفسدوں میں پائی جاتی ہیں، حضرت معاویہؓ اور ان کے ساتھیوں میں ان میں سے کوئی ایک نشانی بھی نہیں پائی جاتی۔ لہٰذا حدیث قتلِ عمارؓ کے حوالہ سے ہی اگر کوئی قاتلِ عمارؓ اور "الفئۃ الباغیۃ" کا مصداق بنتا ہے۔ تو وہ سبائی مفسدوں کا گروہ ہی بنتا ہے۔ حضرت معاویہؓ نہ قاتلِ عمارؓ بنتے ہیں اور نہ "الفئۃ الباغیۃ" کا مصداق ہی۔ کیونکہ انکو یہ کچھ بنانے کے لئے اسی حدیث کی رو سے ہی ضروری ہے کہ پہلے۔

۱۔ انکی صحابیت کا انکار کیا جائے۔

۲۔ انکا باغی ہونا ثابت کیا جائے۔

۳۔ انکو، زیادہ نہیں تو کم از کم انکے صفینی موقف کی حد تک تو ضرور ہی، داعی "الی النار" سمجھا جائے۔

۴۔ انکو "فی النار" مانا جائے۔

۵۔ انکو یکے از اشقیاء و اشرار

۶۔ اور یکے از فجار، قرار دیا جائے۔

اور اسکی جرات کوئی سبائی تبرائی تو کر سکتا ہے۔ کسی صحیح العقیدہ سنی سے اسکی توقع ہر گز نہیں رکھی جا سکتی، کیونکہ اہل سنت کے عقیدہ کے مطابق حضرت معاویہؓ

۱۔ صحابی ہیں نہ کہ غیر صحابی۔
۲۔ عادل ہیں نہ کہ باغی (ورنہ انکو باغی کہنے والے ہی پھر انکی بغاوت کی تاویلیں کرنے پر مجبور نہ ہوتے)
۳۔ "داعی الی الجنۃ" ہیں نہ کہ داعی الی النار۔
۴۔ "فی الجنۃ" ہیں نہ کہ "فی النار"
۵۔ یکے از سعداء ہیں نہ کہ یکے از اشقیاء
۶۔ یکے از شرفاء ہیں نہ کہ یکے از اشرار
۷۔ اور یکے از ابرار ہیں نہ کہ یکے از فجار۔

لہذا" حدیث قتلِ عمارؓ " کی رو سے ہی وہ قاتلِ عمارؓ نہ ہوئے اور باغی انکو اسی بنیاد پر بنایا جا رہا تھا۔ جب وہ بنیاد ہی بے بنیاد ثابت ہوئی اور ثابت بھی اسی حدیث سے ہوئی تو انکا باغی واغی ہونا خود بخود بے بنیاد ہو گیا۔

الغرض جس حدیث کے حوالہ سے حضرت معاویہؓ اور انکے ساتھیوں کو قاتلِ عمارؓ بنا کر "الفئۃ الباغیہ" کا مصداق بنایا جاتا ہے اسی حدیث سے علی وجہ الکمال یہ بات ثابت ہو گئی کہ وہ حضرات نہ حضرت عمارؓ کے قاتل تھے اور نہ "الفئۃ الباغیہ" کے ہی مصداق۔ بلکہ حضرت عثمانؓ کے قاتل اور باغی سبائی مفسد ہی حضرت عمارؓ کے قاتل بھی تھے اور "الفئۃ الباغیہ" کے مصداق بھی۔

حضرت معاویہؓ کے قاتلِ عمارؓ ہونے کی ایک دلیل اور اسکی حقیقت۔

کہا جاتا ہے کہ حضرت عمارؓ جنگ صفین میں چونکہ حضرت علیؓ کی طرف سے لڑتے ہوئے شہید ہوئے اور اس جنگ میں انکا مقابلہ حضرت معاویہؓ سے ہی تھا لہذا ظاہر ہے کہ وہی انکے قاتل تھے۔

یہ دلیل انتہائی سطحی اور حضرت معاویہؓ کے قاتلِ عمارؓ ہونے سے زیادہ سبائی منافقوں کی منافقانہ چالوں اور منصوبوں سے ناواقفیت کی دلیل ہے۔ بیشک مشہور روایت کے مطابق حضرت عمارؓ، صفین میں حضرت علیؓ کی طرف سے بمقابلہ حضرت معاویہؓ لڑتے ہوئے شہید ہوئے لیکن اس سے یہ قطعاً ثابت نہیں ہوتا کہ ان کے قاتل بھی حضرت معاویہؓ اور ان کے ساتھی تھے۔ کیونکہ حضرت علیؓ کے لشکر میں صرف حضرت عمارؓ اور ان جیسے دیگر مخلصین ہی نہ تھے بلکہ حضرت عثمانؓ کے قاتل و باغی سبائی منافق و مفسد بھی ان کے شانہ بشانہ شریک بلکہ پوری طرح دخیل تھے۔ حضرت عمارؓ کا قتل ان سبائی منافقوں کی ہی ایک اہم ضرورت ان کے منافقانہ منصوبے کی ایک اہم کڑی اور انکی ہی ایک مجبوری تھی۔ حضرت معاویہؓ کی نہ یہ ضرورت تھی نہ مجبوری بلکہ ان کے لئے تو حضرت عمارؓ کا قتل نری بدنامی تھی۔ لہذا انکو قتل انہوں نے ہی کیا تھا جنکی یہ ضرورت اور مجبوری تھی انہوں نے ہر گز نہ کیا تھا جن کے لئے انکا قتل حد درجہ مضر اور سراسر بدنامی کا باعث تھا۔

وضاحت اسکی یہ ہے کہ سبائی گروہ بنیادی طور پر منافقوں اور اسلام کے دشمنوں کا گروہ تھا جو یہودیت و نصرانیت اور مجوسیت کی ملی بھگت سے وجود میں آیا تھا۔ اسکا سرغنہ عبداللہ بن سبا نامی ایک شخص تھا۔ جو اصلاً یہودی تھا۔ منافقانہ اسلام کا اظہار کرتا تھا۔ اس گروہ کا مقصد وحید اسلام اور اہلِ اسلام سے اپنی اس ذلت و رسوائی اور شکست و ہزیمت کا انتقام لینا تھا جو یہودیوں، عیسائیوں اور مجوسیوں کو مسلمانوں کے ہاتھوں پہنچی تھی۔ اس مقصد کے لئے انہوں نے مسلمانوں کی صفوں میں گھس کر انکو آپس میں لڑوانے ٹکرانے اور اسطرح ان کی طاقت و قوت کو پاش پاش کرنے کا منصوبہ بنایا۔

اب ظاہر ہے کہ انکا یہ مقصد اس طرح تو حاصل نہ ہوسکتا تھا کہ وہ مسلمانوں کو علانیہ یہ کہتے کہ تم اپنے خلیفہ (حضرت عثمانؓ) کو قتل کردو، اور وہ قتل کر دیتے، حضرت علیؓ اور اصحاب جمل سے کہتے کہ تم آپس میں بھڑ جاؤ، اور وہ بھڑ جاتے، حضرت علیؓ اور اصحاب صفین کو کہتے کہ تم آپس میں ٹکرا جاؤ اور وہ ٹکرا جاتے وغیرہ ذالک بلکہ اس کے لئے انکو کسی بنیادی اور کسی پر کشش نعرہ کی ضرورت تھی۔ لہذا وہ ہر موقع پر ایسی بنیادیں پیدا کے مسلمانوں کو آپس میں لڑاتے بھڑاتے رہے چنانچہ حضرت عثمانؓ کو خلافت سے ہٹانے بصورت دیگر قتل کرنے کےلئے انہوں نے حضرت علیؓ کی مظلومیت اور اہلبیت کی محبت کو بنیاد بنایا، عمال کے فرضی معائب تراشے، صحابہؓ تک کو حضرت عثمانؓ کے خلاف بھڑکانے اور انسے بد ظن کرنے کی کوشش کی۔ لیکن اس ساری کوشش کے باوجود جب کام بنتے نہ دیکھا بلکہ الٹا حضرت علیؓ، حضرت طلحؓ اور حضرت زبیرؓ جیسے اجلہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے انکی صفائیاں دینی شروع کر دیں تو انہوں نے فرضی خط کا ڈرامہ رچا کر انکو قتل کر دیا۔ جمل میں فریقین کے درمیان ہونے والی صلح میں اپنی جانوں کا خطرہ دیکھا تو اس کو تاخت و تاراج کرنے کے لئے ابن سبا یہودی کے مشورہ سے رات کے اندھیرے میں مدمقابل فوج پر یورش کر کے فریقین کو آپس میں بھڑا دیا۔

اسی طرح صفین میں بھی جب حضرت معاویہؓ نے صحیح بخاری کی روایت کے مطابق

"من لی بامورالمسلمین۔" "من لی بضیعتھم" اور "من لذراری المسلمین"

کی دوہائی دی اور قرآن کو حکم بنانے کی پیش کش کی، اور جواباً حضرت علیؓ نے

"نعم انااولیٰ بذالک بینناوبینکم کتاب اللہ"

فرماتے ہوئے ان کی اس پیش کش کو قبول کر لیا، جس کے نتیجے میں یہاں بھی جنگ بندی کے آثار ظاہر ہو گئے تو سبائی مفسدوں کو اپنے منصوبے کے تحت یہ جنگ جاری رکھوانے کے لئے کسی وجہ اور بنیاد کی ضرورت ہوئی۔ حضرت عمار چونکہ اس جنگ میں شریک تھے اور آنحضرت ﷺ ان کے قاتل کے بارے میں فرما چکے تھے کہ وہ باغی گروہ ہوگا تو انہوں نے انکے قتل کو ہی لڑائی بھڑکائے رکھنے کے لئے بنیاد بنایا۔ کیونکہ

دونوں فوجوں کے آمنے سامنے ہونے کی وجہ سے صورت حال کچھ ایسی بن چکی تھی کہ حضرت عمارؓ کو وہ خود قتل کر کے اسکا الزام فریقِ مخالف پر لا کر حدیثِ زیر بحث کے حوالہ سے بڑی آسانی کے ساتھ اسکو باغی بنا سکتے اور پھر باغی سے قتال کے قرآنی حکم

فقاتلوا التی تبغی حتیٰ تفیٔ الی امر اللہ

کے حوالہ سے لوگوں کو اس سے قتال جاری رکھنے پر خوب خوب بڑھکا سکتے تھے لہذا انہوں نے یہی کچھ کیا کہ حضرت عمارؓ کو خود ہی قتل کر دیا خواہ اپنے لشکر میں ہی رہتے ہوئے ہڑبونگ مچا کر قتل کر کے لاش مخالف کیمپ میں پھینک دی ہو، خواہ پہلے سے ہی منصوبہ بندی کر کے اپنے کچھ آدمی مخالف کیمپ میں بھی شامل کئے ہوئے ہوں۔ اور انہوں نے حسب تجویز، مخالف کیمپ کے ہی آدمی بن کر انکو قتل کر دیا ہو، کوئی صورت بھی ہوئی ہو قتل انکو بہر صورت اس سبائی گروہ نے خود کیا کیونکہ یہ ضرورت و مجبوری انہی کی تھی۔ پلان کے مطابق الزام حضرت معاویہؓ کی فوج پر لگا دیا۔ اس طرح انکو قاتلِ عمارؓ بنا کر اپنے بجائے انکو باغی مشہور کر دیا اور پھر باغی سے قتال کے مذکورہ قرآنی حکم کے حوالہ سے فریقین میں لڑائی بھڑکائے رکھنے کی ناپاک کوشش کی جو حضرت معاویہؓ نے بروقت اپنی خداداد صلاحیت بروئے کار لا کر ناکام بنا دی۔

اس سے یہ بات بخوبی سمجھ آسکتی ہے کہ حضرت عمارؓ کا قتل، سبائی مفسدوں کی ہی ایک ضرورت ،انہی کی ایک مجبوری اور انہی کے خلاف اسلام منافقانہ و معاندانہ منصوبے کی ایک کڑی تھی۔ حضرت معاویہؓ اور ان کے ساتھیوں کے لئے تو انکا قتل، سیاسی لحاظ سے نہ صرف یہ کہ سخت مضر تھا بلکہ حد درجہ بدنامی کا باعث تھا۔ خصوصاً جبکہ وہ اس حدیث قتلِ عمارؓ سے بخوبی واقف بھی تھے کیونکہ اس حدیث کے راوی صحابہؓ میں سے جو دو صحابہؓ اس جنگ میں شریک ہوئے تھے یعنی حضرت عمروؓ بن العاص اور ان کے بیٹے عبداللہ بن عمروؓ۔ وہ دونوں حضرت معاویہؓ کی فوج میں تھے اور قتل عمارؓ کے بعد تاریخی روایات کے مطابق یہ حدیث بیان بھی انہی دونوں حضرات نے ہی کی تھی۔ حضرت علیؓ کے لشکر میں اس حدیث کا راوی کوئی صحابی اگر تھا بھی تو اس سے اس موقع پر یہ حدیث بیان کرنا منقول نہیں نیز خصوصاً جبکہ حضرت معاویہؓ، قتلِ عمارؓ کو دخولِ نار کا باعث جانتے تھے۔ چنانچہ جب قاتلِ عمارؓ نے انکی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت چاہی تو انہوں نے

"ائذن لہ وبشرہ بالنار"

فرما کر اسکو اس طرح جہنم کی بشارت سنائی جس طرح حضرت علیؓ نے ایک ایسے ہی موقع پر حضرت زبیرؓ کے قاتل کو جہنم کی بشارت سنائی تھی۔ دیکھو علی الترتیب (البدایہ والنہایہ ص ۲۶۹ ج ۷ و ص ۲۵۰ ج ۷) پھر یہی نہیں بلکہ حضرت معاویہؓ کے ساتھی بھی اس حدیث سے واقف تھے اور اسکی وجہ سے قتلِ عمار سے ہر ممکن بچنا چاہتے تھے چنانچہ ہنی مولیٰ عمر بن الخطاب کہتے ہیں کہ میں ابتداءً حضرت علیؓ کے مقابلہ میں حضرت معاویہؓ کے

ساتھ تھا۔ معاویہؓ کے ساتھی کہنے لگے کہ واللہ ہم عمارؓ کو کبھی قتل نہ کریں گے اگر ہم انکو قتل کریں گے تو ہم ویسے ہی ہو جائیں گے جیسا کہ لوگ کہتے ہیں یعنی باغی الخ (طبقات ابن سعد اردو طبقہ مہاجرین حصہ دوم جلد ۵ ص ۱۷۹ شائع کردہ دارالمصنفین اعظم گڑھ) ایسی صورت میں خود ہی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ حضرت معاویہؓ کی ضرورت حضرت عمارؓ کو قتل کرنے کی تھی یا ان کو اپنی تلوار سے اور اپنی تلوار کو ان سے بچانے کی؟ سوچنے کی بات ہے کہ جانتے بوجھتے ہوئے حضرت معاویہؓ جیسا آزمودہ کار سیاستدان جہنمیوں والا اور مفت کی بدنامی والا کام کیسے اور کیونکر کرسکتا تھا؟

لہٰذا جنگِ صفین میں سبائی باغیوں، مفسدوں، اوباشوں، آوارہ مزاجوں اور رذیلوں، خسیسوں کے ہوتے ہوئے حضرت عمارؓ کا محض لشکر علیؓ میں ہونا اور انہی کی طرف سے لڑتے ہوئے شہید ہونا اس بات کی دلیل قطعاً نہیں بن سکتا کہ ان کے قاتل، حضرت معاویہؓ اور ان کے ساتھی تھے۔ بلکہ ان کے قاتل وہی سبائی اوباش تھے۔ قتلِ عمارؓ جنکی ضرورت تھی اور جن میں آنحضرت ﷺ کی ارشاد فرمودہ قاتلِ عمارؓ کی تمام نشانیاں ہو بہو موجود تھیں۔ اس حدیث قتلِ عمارؓ میں ہی جب قاتلِ عمارؓ کی نشانیاں اور علامتیں خود آنحضرت ﷺ نے ہی بیان فرمادی تھیں۔ تو عدل وانصاف، قضاء ودیانت اور عقل ونقل کا تقاضا یہ تھا کہ ان نشانیوں اور علامتوں کی مدد سے قاتلِ عمارؓ کی تلاش اور ان کی روشنی میں اسکی تعیین کی جاتی لیکن افسوس صد افسوس کہ ایسا کرنے کی بجائے دنیا ان سبائی منافقوں کی اڑائی ہوئی بات کو ہی آگے چلتا کرتی رہی ہے۔

چالاک وہوشیار چور اپنے تعاقب میں نکلنے والوں میں بڑی ہوشیاری سے شامل ہو کر خود بھی چور چور کی آواز لگانے لگ جایا کرتے ہیں تاکہ خود انکی طرف کسی کا دھیان ہی نہ جائے۔ حضرت عثمانؓ کے قاتل و باغی سبائی منافق و مفسد بھی ایسے ہی چالاک وہوشیار چور تھے۔ انہوں نے خود ہی حضرت عمارؓ کو شہید کیا پھر خود ہی بڑی چابکدستی سے حضرت معاویہؓ کے خلاف، قاتل، قاتل، باغی، باغی کی آوازیں لگانا شروع کردیں تاکہ کسی کو خود انہی کے قاتل اور باغی ہونے کا شبہ نہ ہو۔ اور پھر اپنی بین الاقوامی عیاری ومکاری سے دنیا کو یہ دھوکہ دینے میں کامیاب بھی ہوگئے کہ حضرت عمارؓ کے قاتل اور باغی حضرت معاویہؓ اور ان کے ساتھی ہیں۔ جبکہ امر واقعہ یہ ہے کہ یہ سب کچھ فی الحقیقت وہ خود ہی تھے۔ (باقی آئندہ)

فدائے احرار، عظیم مجاہد آزادی
مولانا محمد گل شیر شہید
مؤلف: محمد عمر فاروق : قیمت /۱۵۰ روپے

صاحب طرز ادیب، مفکر احرار
چودھری افضل حق رحمہ اللہ کی
نایاب اور اہم کتاب "شعور"
قیمت ـ ۳۵ روپے